حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبالیہ تقریب میں خطاب

العزیز نے فرمایا: سب سے پہلے تو ہماری دعوت قبول کرنے اور یہاں تشریف لانے پر میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ آپ لوگ کسی سربراہِ مملکت، یا کسی نامور سائنسدان یا کسی ماہر اقتصادیات یا اعلیٰ پائے کے سیاستدان کے استقبالیہ کیلئے تشریف نہیں لائے بلکہ ایک ایسی استقبالیہ کی تقریب میں آئے ہیں جس کا ایک مذہبی جماعت کی طرف سے انتظام کیا گیا ہے۔ آپ کا احمدیہ مسلم جماعت سے یا ہمارے مذہب سے تعلق نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔ یہ یقیناً آپ کی طرف سے کشادہ دلی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظاہرہ ہے۔

کسی دنیاوی رہنما کے ساتھ تعلقات رکھنا دنیاوی روابط بڑھانے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ کسی سائنس فورم میں شامل ہو کر انسان سائنسی ترقیات کے متعلق جانتا ہے جبکہ کسی عالم فاضل کی صحبت علم کے اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ مزید یہ کہ آج کے دور میں ماہرین اقتصادیات کی آراء کو بہت اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ گزشتہ چند سالوں میں باوجود اس حقیقت کے کہ معاشی آسودہ حالی کے حصول کیلئے مسلسل کوششیں کی جارہی ہیں اقتصادی بحران نے ساری دنیا کو لپیٹ میں لے لیا ہے۔ گو کہ سنگاپور ایک چھوٹا ملک ہے لیکن یہ بھی دنیا کی اقتصادی ترقی کیلئے اپنا ایک کردار ادا کر رہا ہے۔ درحقیقت مجھے یقین ہے کہ آپ سب بھی اس کیلئے اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہوں گے اور اسی وجہ سے آپ کی ماہرین اقتصادیات یا تجزیہ کاروں کی طرف سے آنے والی نئی آراء اور نظریات میں خصوصی دلچسپی ہوگی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سیاست کے حوالہ سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حکومتیں اور بین الاقوامی حکمتِ عملیاں وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتی رہتی ہیں اس لئے لوگ سیاستدانوں کے نقطہ ہائے نظر سننے اور تازہ ترین سیاسی ردّوبدل کے ساتھ ساتھ چلنے میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو دنیا مذہب کو اتنی اہمیت نہیں دیتی یہاں تک کہ وہ لوگ جو مذہبی معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں یا جو اپنے آپ کو مذہبی کہتے ہیں وہ بھی دنیاوی معاملات کو فوقیت دیتے ہیں۔ یعنی ہر لحاظ سے مذہب کو دوسرے درجہ پر ہی رکھا جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے پیشِ نظر میرا خیال ہے کہ آپ کا ایک مذہبی جماعت کے عالمی سربراہ کے استقبالیہ میں شامل ہونے کے لئے یہاں پر موجود ہونا آپ کی رواداری اور وسعتِ حوصلہ کا ایک واضح ثبوت ہے۔

پس اگر میں آپ کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ غلط ہوگا کیونکہ ایک طرف تو میں بنیادی اخلاقی اقدار سے دور ہٹ رہا ہوں گا اور دوسری طرف میں اپنے مذہب کی تعلیمات کو بھی نظر انداز کر رہا ہوں گا۔ کیونکہ بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اپنے خالق کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔ پس اگر شکریہ کے یہ جذبات نہیں ہیں تو ہر قسم کی مذہبی عبادت فضول اور بے کار ہے۔

مختصر سے تعارف اور شکریہ کے بعد میں اپنی مذہبی تعلیمات کے تعلق میں چند نکات پیش کرنا چاہوں گا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام دنیا کو روحانی اور اخلاقی تعلیم دیتا ہے اور بنی نوع انسان کو اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

روحانی تعلیمات کے علاوہ اسلام ہمیں معاشرے میں رہنے کا طریق اور معاشرتی طرزِ حیات کے متعلق مکمل ضابطۂ اخلاق مہیا کرتا ہے۔

اسلام نے بنیادی خاندانی تعلقات سے لے کر عالمی تعلقات تک ہر سطح کے روابط قائم رکھنے کے متعلق تفصیلی رہنمائی فراہم کی ہے۔

مزید یہ کہ اسلام ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ ہمیں اپنے معاشی و اقتصادی معاملات کو کیسے چلانا ہے اور ایک حقیقی مسلمان کو اس کے مالی معاملات کے بارے میں ذمہ داریوں کے متعلق بھی بتاتا ہے۔ جہاں قرآن کریم میں اسلامی تعلیم مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتی ہے وہاں اسلامی تعلیم ہمیں خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا بھی حکم دیتی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ موضوع اور اسلام کی یہ تعلیمات اتنی وسیع ہیں کہ آج میرے لئے ان سب کو زیرِ بحث لانا ناممکن ہوگا۔ اس لئے میں صرف اسلام کے بتائے ہوئے معاشی نظام کے ایک حصہ کے متعلق ہی بات کروں گا۔ چنانچہ میں چند ایک نکات بیان کروں گا جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اقتصادیات کے بنیادی اصولوں کو واضح کریں گے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل دنیا کے اکثر حصہ میں یہ خیال اور سوچ پائی جاتی ہے کہ اسلام سختی اور شدت پسندی کا مذہب ہے۔ لہٰذا جب میں اسلام کے اقتصادی نظام کا ذکر کروں گا تو شاید بہت سوں کو یہ خیال گزرے کہ اللہ کے نام پر اور خفیہ مقاصد کے حصول کی خاطر اسلام کا اقتصادی نظام زبردستی اور جبر پر مبنی ہے۔ سب سے پہلے تو میں بتا دوں کہ یہ بالکل غلط ہے اور حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ غلط نظریات اس لئے قائم ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے قرآن کی اصل تعلیمات کو سمجھا نہیں جس کی وجہ سے وہ غیر مسلم دنیا کے سامنے اسلام کی غلط تصویر پیش کر رہے ہیں۔ مزید یہ کہ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت بعض ایسے خودغرض مسلمان بھی موجود ہیں جو صرف اپنے ذاتی مفادات کا سوچتے ہیں۔ وہ اپنی ہوس اور خواہشات کو پورا کرنے کیلئے اسلام کی تعلیمات کو مکمل طور پر غلط رنگ میں بیان کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اسلام پر بہت سے بے بنیاد اعتراضات لگائے جاتے ہیں۔ ان کی یہ حرکتیں غیر مناسب طریق پر اسلام کا حقیقی نام بدنام کرتی ہیں جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام ہر موقع پر صرف معقول اور مدلل جواب دیتا ہے جو کہ صاف شفاف اور انصاف پر مبنی ہوتے ہیں۔ درحقیقت اسلام تو یہ سکھاتا ہے کہ دیگر معاملات کی طرح اقتصادی معاملات حکمت اور پوری توجہ کے ساتھ طے ہونے چاہئیں۔

قرآن کریم کا بیان کردہ ایک بنیادی اصول میں بتاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

(سورۃ البقرۃ آیت 30)۔

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کا سب پیدا کیا جو زمین میں ہے۔

یعنی قرآن کریم بتاتا ہے کہ دنیا میں موجود ہر چیز بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ بنیادی سطح پر اگر کسی ملک کو قدرتی وسائل عطا کئے گئے ہیں تو وہ وسائل اس قوم کے لوگوں کے فائدہ کے لئے ہیں۔

اسلام نے اس بات کو مزید یہ کہہ کر واضح کیا ہے کہ ہمیں اپنے ہمسایوں کا خیال رکھنا چاہئے اور ان کی مدد کرنی چاہئے۔ ہمسائیگی کی جو تعریف قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے اس کے مطابق آپ کے گھر کے ساتھ والا، آپ کے ساتھ کام کرنے والا اور آپ کے ساتھ سفر کرنے والا شخص بھی آپ کا ہمسایہ ہے۔ یہاں تک کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تو آپ کے گھر کے چاروں اطراف میں واقع چالیس گھروں تک ہمسائیگی جاتی ہے۔ پھر اس کو ہمسایہ شہر اور ہمسایہ ممالک تک لے کر جایا جاسکتا ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ یہ ہمسائیگی کس حد تک وسیع ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جہاں ایک طرف قوم اپنے ان وسائل سے مستفید ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائے تو دوسری طرف اس قوم کو اپنی دولت غریب اور محتاج ممالک کے لوگوں کی مدد کے لئے بھی استعمال کرنی چاہئے۔ اور یہ دولت منصفانہ طریق پر اور بغیر فرق کئے اور بغیر کسی لالچ کے یا ذاتی فائدے کے بے غرض ہو کر استعمال کی جانی چاہئے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب ہم قدرتی زمین کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کس طرح سے مختلف قسم کے قدرتی وسائل سے مالا مال کیا ہے کہ اس میں سے ہر ایک چیز دنیا کی معاشی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر ہمیں پتہ ہے کہ معاشی ترقی کیلئے پہاڑ بھی ایک مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔ پھر بہت سے قدرتی وسائل جیسے انمول اور بیش قیمت جواہر اور معدنیات زیرِ زمین پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے بہت سے حصوں میں تیل کے ذخائر موجود ہیں جو مسلسل بے شمار دولت فراہم کرتے ہیں۔ پھر چلتے دریا ہیں اور یقیناً پانی ایک بنیادی ضرورت ہے اور ہمیشہ اس کا مطالبہ رہتا ہے۔ دنیا کے بعض حصوں میں درحقیقت پانی کی سخت قلت روز بروز تشویش ناک اور مایوس کن مسئلہ بنتی جارہی ہے۔ بہرحال یہ تو اس قدرتی دولت کی جس سے اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو نوازا ہے چند ایک مثالیں ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام تعلیم دیتا ہے کہ یہ تمام وسائل بنی نوع انسان کی مشترکہ ملکیت ہیں۔ یعنی یہ تمام انعامات تمام لوگوں کیلئے ہیں اور ہر ایک کو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے۔ زمین کے اوپر بھی اور زمین کے نیچے یہ وسیع خزانے جن سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے چند ایک منتخب لوگوں کیلئے نہیں ہیں بلکہ دنیا کے ہر حصہ کے ہر انسان کے فائدہ کیلئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی مہارت کے ذریعہ ان انعامات کو استعمال کے قابل بناتے ہیں اور اس چیز کا ان کو فائدہ بھی ملنا چاہئے۔ سائنسدان ہیں جو اس قسم کے وسائل کو ڈھونڈنے کیلئے نئے نئے راستے دریافت کرتے ہیں اور ان قدرتی وسائل کو مثبت طور پر بروئے کار لانے کیلئے مختلف قسم کی مشینری اور آلات بناتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی ان کوششوں کی بدولت ان کو معاوضہ ملنا چاہئے۔ اسی طرح انجینئرز ہیں جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف قسم کی مہارتیں حاصل کرتے ہیں اور پھر ان قدرتی وسائل کی بہتری کیلئے کام کرتے ہیں۔ ان کو بھی فائدہ ملنا چاہئے۔

دیگر کئی شعبہ جات کے ماہرین ہیں جنہیں ان کا حصہ ملنا چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی قطعی طور پر واضح ہونا چاہئے کہ کسی بھی شخص یا گروپ کو کسی عام ملازم یا مزدور کو اس کا حصہ دینے سے انکار کرنے کا حق نہیں ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جن حالات کا اس وقت دنیا کو سامنا ہے، اس میں تو یہ حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ ایسے کام کرنے والوں کو مناسب تنخواہیں فراہم کی جائیں اور

ممکنہ حد تک کام کرنے کا بہترین ماحول فراہم کیا جائے تا کہ امیر اور غریب کے درمیان دوری جس حد تک بھی ہو سکے، کم ہو۔ اس قسم کی سہولیات اور ملازمت کے حقوق کی فراہمی امیر کبیر کمپنیوں کی یا ان اداروں کی بھی ذمہ داری ہے جو ان ملازمین کو رکھتے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: سوشلزم کی طرح اسلام یہ نہیں کہتا کہ امیر کی دولت اس سے زبردستی ہتھیا لی جائے اور انہیں صرف بنیادی ضرورت کی رقم ہی رکھنے کی اجازت دی جائے۔ اسلام ایسا نظام بھی نہیں چاہتا جہاں آجر اور اجیر آمد کے لحاظ سے برابر ہو جائیں۔ بلکہ اسلام تو کہتا ہے کہ ملک کی قومی دولت بروئے کار لائی جائے اور اسے معاشرہ کے ہر حصہ اور ہر طبقہ کی بہتری کے لئے استعمال کیا جائے۔ قومی دولت استعمال کی جائے تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ معاشرہ کے ہر فرد کو بعض بنیادی سہولیات تک رسائی ہے۔

مثال کے طور پر اسلام تعلیم دیتا ہے کہ ہر ایک بچہ، قطع نظر اسکے کہ اس کا تعلق کس خاندان یا علاقہ سے ہے، کو با قاعدہ تعلیم فراہم کی جائے تا کہ وہ ہنرمند بن سکے اور معاشرہ کیلئے مفید وجود بن سکے۔ اسی طرح دیگر بہت سی سہولیات ہیں جو کہ برابری کی سطح پر ہر جگہ فراہم کی جانی چاہئیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اگرچہ دورِ حاضر کے نظام ان سہولتوں کی فراہمی کا پرچار کرتے ہیں لیکن اس حد تک نہیں جس حد تک اسلامی تعلیمات تقاضہ کرتی ہیں۔ پھر اسلام ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم صرف اپنوں ہی کی مدد نہ کرو بلکہ اپنے پڑوسیوں کا بھی خیال رکھو۔ چنانچہ ممالک کو اپنے ہمسایہ ممالک کی بہبود کے لئے بھی اپنے وسائل بروئے کار لانے چاہئیں۔ جب ایک ملک ضرورتمند ہو یا کسی لحاظ سے بھی محرومی رکھتا ہو تو یہ اس کے پڑوسی کا فرض ہے کہ اس کی معاونت کرے۔

یقیناً اسلام اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا یہ سلسلہ بڑھتا جائے اور ممالک صرف اپنے قریبی ہمسایہ ممالک کی مدد تک محدود نہ رہیں بلکہ چاہئے کہ وہ اپنے وسائل دنیا کے دیگر غریب اور محروم ممالک کی فلاح و بہبود کے لئے بروئے کار لائیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:
ایک اور بات جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف ممالک کو مختلف دولت کے ذرائع اور وسائل سے نوازا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ملک اس قابل نہیں ہے کہ وہ اپنی دولت کو استعمال میں لا سکے یا اس سے فائدہ اٹھا سکے تو ایسے ممالک کو ان کی مدد کرنی چاہئے جو علم رکھتے ہیں اور اس دولت سے فائدہ اٹھانے کا ہنر جانتے ہیں۔ ایسی مدد کا انتظام بے غرض ہو کر کرنا چاہئے اور اس میں کوئی پوشیدہ مقاصد نہ ہوں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:
بعض مخصوص قوموں سے دوستی یا شراکت داری کی بنیاد پر فیصلہ نہیں ہونا چاہئے کہ دوسرے کی مدد کرنی ہے یا نہیں۔ کسی بھی قسم کی فیورٹ ازم نہیں ہونی چاہئے، بلکہ مقصد یہ ہونا چاہئے کہ دوسروں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔ غیر منصفانہ شرائط نہیں لگانی چاہئیں جن کے تحت ممالک کی اس وقت تک مدد نہیں کی جاتی جب تک وہ بعض شرائط پوری نہ کر لیں یا جب تک کہ وہ کسی تیسرے ملک سے خاص تعلق رکھنے پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ نہ ہی ایسا ہونا چاہئے کہ وہ ممالک جو ٹیکنالوجیکل معاونت فراہم کر رہے ہوں، ایسی سخت شرائط لگا دیں جس کے تحت معاونت حاصل کرنے والا ملک اپنے ہی وسائل سے پوری طرح استفادہ نہ کر سکے۔ اور نہ ہی ایسی شرائط لگانی چاہئیں جن کے تحت ملکی وسائل سے زیادہ فائدہ مدد کرنے والا ملک اٹھا رہا ہو۔ ایسے غیر منصفانہ اقدامات اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں اور ان سے بے چینی مزید بڑھتی ہے اور معاشرے میں سرایت کرتی جاتی ہے۔

جب معاملات اس نہج پر چل نکلیں تو پھر ایک وقت آتا ہے کہ بے چینی اور ناانصافی کے احساس تلے کھلی دشمنیاں اور نفرتیں جنم لینے لگتی ہیں اور جب معاملات کو ایسے ہی چلنے دیا جائے تو متعلقہ ملک میں بھی اور عالمی سطح پر بھی امن تباہ ہو جاتا ہے۔ یقیناً یہ سب کچھ بعینہٖ وہی ہے جو ہم آج ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر بااثر طبقات اپنی دولت کا ٹھیک ٹھیک اور مناسب استعمال کرتے تو خاص طور پر ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں امیر اور غریب کے درمیان دوری اس سے بہت کم ہوتی جتنی کہ آج ہے۔ وہ دولت اور امداد جو غریب ممالک کی مدد کے لئے مختص کی جاتی ہے، اگر عالمی سطح پر اس کو صحیح طور پر خرچ کیا جائے تو یقیناً ہم ممالک کے درمیان ایسی ناانصافی کی بڑھتی ہوئی فضا اور رنجشیں نہ دیکھتے جیسا کہ آج دیکھ رہے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: دنیا کے محروم افراد کی امداد اور معاونت کا مقصد لئے بہت سی تنظیمیں قائم کی گئی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہم اقوامِ متحدہ کے متعدد ادارے ہیں جو کہ دنیا سے غربت اور افلاس کے خاتمے کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ اقوامِ متحدہ کو قائم ہوئے ساٹھ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اور غریب ممالک بدستور پسماندہ اور محروم ہیں جبکہ ترقی یافتہ ممالک بدستور امیر اور طاقتور ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:
اسلام یہ بتاتا ہے کہ اس مستقل ناانصافی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا یہ بات نہیں سمجھ سکی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو عطا کردہ یہ وسائل تمام انسانیت کے لئے سانجھے ہیں۔ آج ایسا نہیں ہے کہ صرف وہ لوگ مسائل کا شکار ہیں جو کم ترقی یافتہ ممالک میں رہتے ہیں بلکہ گذشتہ چند سالوں میں آنے والے مالی بحران کے باعث ترقی یافتہ ممالک کے افراد بھی متاثر ہوئے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ممالک نے اپنے وسیع تر ذرائع اور وسائل کا صحیح طریق پر استعمال نہیں کیا اور اپنی دولت کو تمام لوگوں کے فائدہ کے لئے اہم ضروریات پر خرچ کرنے کی بجائے غیر ضروری تعیش اور فضول خرچیوں پر بغیر سوچے سمجھے بہایا ہے۔ ہم اس کے نتائج یورپ میں دیکھ رہے ہیں کہ جہاں بعض ممالک جو دیگر یورپین ممالک کی طرح امیر نہ تھے لیکن انہوں نے اپنے امیر یورپین ہمسایہ ممالک کی نقل کرنے کی کوشش کی۔ محتاط راہ اختیار کرنے کی بجائے انہوں نے اپنے وسائل سے باہر نکل کر اپنی ایسی خواہشات پوری کرنے کی کوشش کی جن کا حقیقت سے کوئی تعلق ہی نہ تھا اور اب اپنے اس عمل کے نتائج بھگت رہے ہیں۔

یورپین یونین کے دیگر ممبر ممالک نے ایک حد تک ان کی مدد کرنے کی کوشش تو کی لیکن اب وہ بھی سوال کرنے لگے ہیں اور سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ آخر کب تک وہ کمزور ممالک کی مدد جاری رکھیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم دیکھتے ہیں کہ مسائل کی بنیادی وجوہات اور بڑھتی ہوئی رنجشیں دونوں اطراف سے ہی جنم لیتی ہیں۔ ایک طرف تو وہ مدد کی درخواست کرنے والے ممالک نے عجیب و غریب مطالبات کیے اور دوسری طرف نسبتاً امیر ممالک وسیع تر مفاد کے لئے ضرورت کے مطابق قربانی کو تیار نہ تھے۔ ان دونوں وجوہات کے باعث موجودہ حالات مزید خراب ہو گئے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:
تاہم اسلام یہ نصیحت کرتا ہے کہ بہترین ماحول یعنی امن اور ہم آہنگی کا ماحول، صرف اس صورت قائم ہو سکتا ہے کہ جب دونوں فریق باہم مل کر وسیع تر مفاد کی خاطر کام کریں۔ غریب کو لازماً اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہئے اور مزید محنت کرنی چاہئے تا کہ وہ اپنے وسائل اور دولت سے فائدہ حاصل کر سکے اور دوسری طرف امیر کو اپنے بھائی بہنوں کی مدد کرنے کے لئے حقیقی قربانی کے جذبہ کا بخوشی اظہار کرنا چاہئے۔ انہیں یہ بات سمجھنی چاہئے کہ ان کی دولت اور وسائل سب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ لہٰذا یہ وسائل ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لئے استعمال کئے جانے چاہئیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایسے بہترین اصول آج کی مسلم دنیا میں، جنہیں یہ تعلیمات دی گئی تھیں، اپنائے نہیں جا رہے اور نہ ہی ان پر غیر مسلم دنیا میں عمل ہو رہا ہے، جو کہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے ببانگِ دہل دعوے کرتے ہیں۔ یقیناً ترقی یافتہ ممالک میں بھی ہزاروں لاکھوں افراد ایسے ہیں جو بھوک اور غربت کا شکار ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:
آخر پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت وسیع مضمون ہے اور میں نے اس وسیع مضمون کے صرف ایک حصہ کے ایک چھوٹے سے پہلو کو بیان کیا ہے۔ یقیناً یہ چیز دنیا کی ضرورت بن گئی ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو۔ اب دنیا ایک گلوبل ولیج بن چکی ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں ناکام ہو گئے تو وہ بے چینی جو پہلے ہی جنم لے چکی ہے وہ انتہائی خطرناک اور تباہ کن نتائج پر منتج ہو گی۔ تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ پہلی دونوں عالمی جنگوں کا بہت بڑا باعث معاشی صورتِ حال ہی تھی، جس سے یہ علاقہ بھی متاثر ہوا تھا جہاں آپ رہ رہے ہیں۔ اگر ایسے حالات پھر سے غالب آ جائیں تو یہ کہنا انتہائی مشکل ہے کہ پھر کون محفوظ اور کون غیر محفوظ ہو گا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم امید کرتے ہیں کہ دنیا ہر قسم کی تباہی اور خطرہ سے محفوظ ہو جائے اور اس

کے لئے کوشش کرتے ہوئے ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں اور ہر ایک کو حقائق سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آنے والی نسلیں ہمیں مجرم سمجھیں اور حقارت کی نظر سے دیکھیں۔

اختتام سے قبل میں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس پروگرام میں شامل ہونے کے لئے کوشش کی اور وقت نکالا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ساتھ بج کر 47 منٹ تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کو ملنے کا موقع عطا فرمایا۔ حضور انور سٹیج سے نیچے تشریف لے آئے اور جملہ مہمانوں نے ایک قطار کی صورت میں حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ساتھ ساتھ مہمانوں سے گفتگو بھی فرماتے رہے۔ مہمانوں نے تصاویر بھی بنوائیں۔